ہم پنجگانہ نمازیں تین وقت میں کیوں پڑھتے ہیں؟

آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی، آیت اللہ جعفر سبحانی مدظلہما العالی

سوال:-اس کی کیا وجہ ہے کہ ہم ''ظہر اور عصر'' یا ''مغرب اور عشاء'' کی نمازیں ملا کر اور ایک وقت میں ادا کرتے ہیں جب کہ ان نمازوں میں سے ہر ایک کا اپنا مخصوص وقت ہے اور اسلام کے بزرگ پیشوا ان میں سے ہر نماز کو اس کے اپنے وقت پر یعنی پنجگانہ نمازوں کو پانچ وقت میں پڑھا کرتے تھے؟

جواب:-اس امر میں کسی بحث کی گنجائش نہیں کہ نماز کا پانچ وقت قائم کرنا اور ہر نماز اس کے فضیلت کے وقت میں ادا کرنا رسول اکرمؐ اور ائمہ اہلبیتؑ اور صدر اسلام کے عام مسلمانوں کا شیوہ رہا ہے اور وہ عموماً پانچ نمازیں پانچ وقت میں پڑھا کرتے تھے۔

اس معاملے میں کوئی کلام نہیں لیکن کلام اس میں ہے کہ آیا ''تفریق'' اور دو نمازوں کے درمیان فاصلہ رکھنا واجب ہے (جیسا کہ اہل سنت کے بہت سے فقہاء قائل ہیں) یا یہ ایک مستحب کام ہے اور کیا دوسرے مستحبات کی طرح جنھیں انجام دینے یا ترک کرنے میں انسان مختار ہے، وہ نمازیں بھی ملا کر یا علیٰحدہ علیٰحدہ پڑھنے پر مجبور نہیں خواہ ان کا علیٰحدہ علیٰحدہ پڑھنا بہتر ہی کیوں نہ ہو؟

شیعہ علماء نے ان احادیث کی پیروی کرتے ہوئے جن سے رسول اکرمؐ کے عمل کا پتا چلتا ہے اور ان روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو ائمہ اہلبیتؑ سے ہم تک پہنچی ہیں اور آیات قرآنی کے ظواہر پر عمل پیرا ہوتے ہوئے تمام اسلامی ادوار میں نمازوں کے درمیان تفریق کو مستحب سمجھا ہے اور لوگوں کو بتایا ہے کہ نمازوں کے درمیان فاصلہ رکھنا اور ہر نماز اس کے فضیلت کے وقت میں ادا کرنا مستحب اور افضل ہے لیکن اس کے باوجود اس مستحب کو ترک کیا جا سکتا ہے اور مستحب کے معنی بھی یہی ہیں۔

بلاشبہ دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے کے یہ معنی نہیں کہ ہم ان میں سے ایک نماز کو دوسری کے وقت میں پڑھتے ہیں مثلاً اگر ہم مغرب اور عشاء کی نماز رات کے پہلے حصے میں پڑھیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم عشاء کو اس کے صحیح وقت کے علاوہ کسی وقت میں بجالائے ہیں بلکہ ہم نے دونوں نمازیں ان کے مشترک وقت میں پڑھی ہیں کیونکہ مغرب کے آغاز سے آدھی رات تک دونوں نمازوں کا وقت شروع ہوجاتا ہے (بجز اس کے کہ مغرب کی ابتداءً تین رکعتیں پڑھنے کا وقت نماز مغرب کے لیے اور آخر سے اندازاً چار

رکعت پڑھنے کا وقت عشاء کے لیے مخصوص ہے اور باقیماندہ وقت دونوں نمازوں کے مابین مشترک ہے) اور ہم جب بھی عشاء کو مغرب کے ساتھ ملا کر یعنی اول شب میں یا مغرب کو آخر وقت میں نماز عشاء کے ساتھ ملا کر پڑھیں دونوں نمازیں ان کے اپنے وقت میں ادا کرتے ہیں لیکن مستحب یہ ہے کہ نمازی مغرب کو رات پڑتے ہی اور نماز عشاء کو زوال شفق کے بعد بجالائے اور اگر کوئی شخص اس شرط کی رعایت نہ کرے تو وہ فقط ایک مستحب کو ترک کرتا ہے۔

دو نمازیں ملا کر پڑھنا کیوں جائز ہے؟

دو نمازوں کو ملا کر پڑھنے کے جواز کے لیے ہماری دلیل اور گواہ وہ حدیثیں ہیں جو امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی گئی ہیں اور جنھیں مرحوم شیخ حر عاملی نے اپنی کتاب (وسائل الشیعہ، کتاب صلوٰۃ کے نمازوں کے وقت سے متعلق ابواب [باب ۳۲ اور ۳۳]) میں جمع کیا ہے۔

تاہم یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہیے کہ فقط شیعہ محدثین نے ہی یہ احادیث نقل نہیں کیں بلکہ اہل سنت کے محدثین نے بھی نمازوں کو ملا کر پڑھنے کے جواز کے بارے میں (حتیٰ کہ ایسے مواقع پر جب کوئی عذر بھی درپیش نہ ہو) رسول اکرمؐ سے روایت نقل کی ہیں اور اپنی معتبر کتابوں میں ابن عباس، معاذ بن جبل، عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عمر سے مروی تقریباً دس ایسی روایات کا ذکر کیا ہے جن کی تمام جزئیات نقل کرنے کے گنجائش نہیں ہے اور ہم ان میں سے فقط چند ایک کا ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

۱۔ دنیائے اہل سنت کے معروف محدث احمد بن حنبل اپنی مشہور کتاب میں ابن عباس سے نقل کرتے ہیں:

''صلی رسول اللہ (ص) الظھر والعصر جمیعاً والمغرب والعشاء جمیعاًمن غیر خوف ولا سفر'' (مسند احمد بن حنبل جلد ا صفحہ ۲۲۱)

یعنی رسول اکرمؐ ظہر اور عصر کی نمازیں اور اسی طرح مغرب اور عشاء، دشمن کے خوف یا سفر جیسے عذر کے بغیر باہم ملا کر بجالائے۔

۲۔ پھر یہی محدث جابر بن زید کے ذریعے ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ:

''میں رسول اکرمؐ کے ساتھ نماز ظہر وعصر کی آٹھ رکعتیں اور نماز مغرب وعشاء کی سات رکعتیں ملا کر بجالایا ہوں۔'' اور یہ حدیث ابن عباس سے مختلف عبارتوں میں نقل کی گئی ہے۔

۳۔ اس کے علاوہ وہ اپنی کتاب میں عبداللہ شقیق سے نقل کرتے ہیں کہ:

''ایک دن ابن عباس لوگوں کے سامنے خطبہ دے رہے تھے اور ان کی تقریر نے اتنا طول کھینچا کہ ستارے آسمان پر نمودار ہوگئے۔ بنی تمیم کے ایک شخص نے اٹھ کر اعتراض کے طور پر کہا:

الصلوٰۃ والصلوٰۃ

یعنی اب نماز مغرب کا وقت ہے اور اگر تقریر جاری رہی تو اس کا وقت ختم ہوجائے گا۔

ابن عباس نے اس شخص سے کہا:

''میں رسول اکرمؐ کی سنت اور روش سے تم سے

زیادہ واقف ہوں۔ میں نے دیکھ رکھا ہے کہ آنحضرتؐ نے ظہر اور عصر کی نماز اور اسی طرح مغرب اور عشا کی نمازیں ملا کر پڑھی ہیں۔''

راوی کہتا ہے کہ مجھے اس بارے میں شک ہوا اور میں نے اس معاملے کا ذکر ابو ہریرہ سے کیا۔ اس نے ابن عباس کے قول کی تصدیق کی۔ (مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۲۵ کتاب موطا مالک کے شارح زرقانی نے اپنی شرح میں اس سے ملتا جلتا مضمون جلد ۱ صفحہ ۲۶۳ پر درج کیا ہے۔)

۴۔ مشہور محدث مسلم بن الحجاج القشیری (متوفی ۲۶۱ ہجری قمری) نے اپنی صحیح میں ''جمع نماز در حضر'' (حضر میں نمازوں کا ملا کر پڑھنا) کے عنوان سے ایک باب قائم کیا ہے جس میں اس موضوع پر چار روایتیں نقل کی ہیں جن میں سے تین ابن عباس پر اور ایک معاذ بن جبل پر ختم ہوتی ہے۔ (صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۵۱) ان چار حدیثوں کا مضمون بھی جو کچھ اوپر نقل کیا گیا ہے اس کے مطابق ہے اور ان روایات میں ایک نئے نکتے کی جانب بھی اشارہ کیا گیا ہے اور وہ یہ کہ جب راوی ان نمازوں کو ملا کر پڑھنے کی وجہ پوچھتا ہے تو وہ جواب میں کہتے ہیں کہ:

''ار ادان لا یحرج امتہ''

یعنی آپ اپنی امت کو زحمت اور مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتے تھے۔

یہ وجہ شیعہ روایات میں بھی وارد ہوئی ہے اور اس باب میں جو روایات امام صادق علیہ السلام سے نقل کی گئی ہیں ان میں بھی یہ نکتہ موجود ہے۔ (وسائل الشیعہ کتاب صلوٰۃ ابواب وقت باب ۳۲، احادیث ۲، ۳، ۴، ۷)

اس مسئلے (یعنی دو نمازیں ملا کر پڑھنے) کے راوی ابن عباس اور معاذ تک محدود نہیں ہیں۔ طبرانی عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے ظہر اور عصر کو اور نماز مغرب و عشاء کو اس لیے اکٹھا کر دیا تاکہ آپ کی امت کو تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ (شرح موطا زرقانی صفحہ ۲۶۳)

اور بالکل یہی مطلب عبداللہ بن زبیر سے بھی نقل ہوا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرمؐ نے اس حالت میں جب آپ سفر میں نہ تھے دو نمازوں کو اکٹھا ادا کیا تاکہ آپ کی امت کو مشقت نہ اٹھانی پڑے۔ (کنز العمال صفحہ ۲۴۲)

یہ ان احادیث میں سے چند ایک ہیں جنھیں اہل سنت کے محدثین نے اپنی حدیث اور تفسیر کی کتابوں میں نقل کیا ہے اور اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ نمازوں کو الگ الگ پڑھنا مستحب ہے اور اگر ہم کسی وقت یہ محسوس کریں کہ اس مستحب کی رعایت کرنے سے خود فریضے کی ادائیگی پر زد پڑتی ہے تو خود رسول اکرمؐ کی ہدایات کے مطابق ہم اسے ترک کر سکتے ہیں یعنی دونوں نمازیں ملا کر پڑھ سکتے ہیں۔

دور حاضر میں بہت سے خطوں میں طرز زندگی کچھ یوں ترتیب پا گئی ہے کہ اس امر مستحب کی رعایت کرنا تکلیف کا موجب بن گیا ہے اور اکثر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کچھ لوگ خود نماز کی ادائیگی سے پہلو تہی کرنے لگتے ہیں۔ اس موقع پر رسول اکرمؐ کی رہنمائی سے فیضان حاصل کرتے ہوئے زیادہ اہم امر کی بجا آوری کی خاطر تفریق (نمازیں الگ الگ پڑھنے) کے مسئلے کو ترک کیا جا سکتا ہے۔ اہل سنت کے بہت سے فقہاء کا نظریہ اب بھی یہی ہے لیکن بعض امور کا لحاظ رکھتے ہوئے وہ اپنی رائے کے اظہار سے اجتناب برتتے ہیں۔

(رسالۃ الاسلام، سال ۷ شمارہ ۲ صفحہ ۱۵۶)